© rasailojaraid.com

باب التقریظ والانتقاد

تاریخ شاہجہاں

پروفیسر محمد اسلم، شعبۂ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر بنارسی پرشاد سکسینہ نے شاہجہاں پر ایک تحقیقی مقالہ لکھ کر لندن یونیورسٹی سے ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری لی تھی۔ یہ مقالہ اسی زمانے میں طبع ہو گیا تھا اور اب تک برصغیر پاک و ہند کی بیشتر یونیورسٹیوں کے ایم اے تاریخ کے نصاب میں داخل ہے۔" ترقی اردو بورڈ، وزارت تعلیم حکومت ہند نے اس کی اہمیت اور مقبولیت کے پیش نظر ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب سے اس مقالے کا اردو میں ترجمہ کروایا اور ۱۹۷۷ء میں انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کے اشتراک سے تاریخ شاہجہاں کے عنوان سے اسے بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا۔

گزشتہ دنوں ایک علم دوست بزرگ جناب بی ایل گرودور صاحب کی عنایت سے اس تصنیف کا ایک نسخہ راقم الحروف کو ملا۔ اس کتاب کا مطالعہ کر کے مجھے جو کوفت ہوئی اس کا صحیح اندازہ تو تبصرہ پڑھنے کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے۔ میں ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب سے واقف نہیں ہوں۔ ان کے بارے میں صرف اتنا سنا ہے کہ وہ اردو زبان کے مایۂ ناز استاد ہیں۔

میرا ہمیشہ ہی سے یہ خیال رہا ہے کہ کسی تاریخی کتاب کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے محض زباندانی ضروری نہیں بلکہ رجال اور اماکن کا علم ہونا بھی ضروری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے۔ اور جب تک مترجم تاریخ سے واقف نہ ہو۔ اس وقت تک وہ اس کام کو ہاتھ نہ لگائے۔ تاریخ شاہ جہاں پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اسکالر نے چند طلبہ سے مختلف ابواب کا ترجمہ کروا کے اپنے نام سے چھپوا دیا ہے اور اس پر نظر ثانی کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی۔

تاریخ شاہ جہاں کے صـ۳۳ پر شاہ جہاں پر لذت پرستی کا الزام لگایا گیا ہے جو اس ولی صفت حکمران کے سیرت اور کردار کی روشنی میں صحیح معلوم نہیں ہوتا مترجم کا کام محض ترجمہ کرنا نہیں ہے۔ اگر سکسینہ صاحب نے شاہ جہاں پر یہ الزام عاید کیا تھا تو فٹ نوٹ میں اس کی تردید ضروری تھی۔ صـ۳۹ پر عادت باعث لعنت کی بجائے عادت باعث ننگ ہونا چاہیے تھا۔ اسی صفحہ پر شکستگی کی جگہ شگفتگی ہونا چاہیئے۔ اسی صفحہ پر مسز بیورج کو مرحومہ لکھا ہوا میری ناقص رائے میں یہاں مرحومہ کی بجائے آنجہانی ہونا چاہیئے تھا۔ مرحوم اور مرحومہ صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں صـ۵ پر قصص الخاقانی کو قصاص الخاقانی اور صـ۸۰ پر طبقات شاہ جہانی کو طبقات شاہجہاں لکھا ہوا ہے صـ۱۱۲ پر ایک جگہ فاضل مترجم نے تصنیف کی جمع "تصنیفین" لکھی ہے اگر موصوف تصانیف یا تصنیفات لکھ دیتے تو بہتر ہوتا۔ ہم "تصنیفین" سے مانوس نہیں ہیں۔ صـ۱۳۱ پر کامگار حسینی کی تصنیف مآثر جہانگیری کو دو جگہ معاصر جہانگیری لکھا ہوا ہے۔ اسی کتاب کے صـ۲۹۵ پر بیس دفعہ معاصر جہانگیری لکھا ہوا ہے۔

ظفر خان احسن کے فرزند اور ملکہ ممتاز محل کے بھانجے محمد طاہر آشنا کو صـ۱۶ پر ملا آشنا لکھا ہوا ہے۔ اس نے ملخص بادشاہ نامہ کے عنوان سے عبد الحمید لاہوری کے بادشاہ نامہ کی تلخیص کی تھی جو عموماً ملخص طاہر آشنا کے نام سے مشہور رہے۔ فاضل مترجم نے ملخص کو ملتخص لکھا ہے۔ بلخ کے حاکم نذر محمد کو اس کتاب میں پچاس سے زائد مقامات پر نظر محمد لکھا ہوا ہے اور اس کی ابتدا صـ۷ سے ہوتی ہے۔ عملِ صالح یا شاہجہاں نامہ کے مصنف محمد صالح کنبوہ سے بچہ بچہ واقف ہے۔ اس کی تعمیر کردہ مسجد اور مقبرہ لاہور میں تا حال موجود ہیں لیکن فاضل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مترجم نے ص۱۷ پر اس کا نام محمد شاہ کمبو لکھا ہے۔ اسی طرح ص۱۸ پر الیشر داس کو اسر داس لکھا ہے۔ خلاصۃ التواریخ کا مصنف سبحان رائے کنتری بٹالہ (ضلع گورداسپور) کا رہنے والا تھا لیکن مترجم اُسے ص۱۹ پر پٹیالہ کا باشندہ لکھتے ہیں۔ اسی صفحہ پر انھوں نے خلاصۃ کو خلاصات بنا دیا ہے ص۲۱ پر موصوف لکھتے ہیں "شافعیہ میں ملک عنبر کے متعلق جو حالات ملتے ہیں اس میں قزیونی نے بھی اضافہ کیا ہے۔" یہ قزیونی غالباً قزوینی ہے لیکن شافعیہ کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کس نام کا مخفف ہے۔ اسی صفحہ پر باتین السلاطین کو بساطین السلاطین لکھا ہے اور ص۲۲ پر ہنوز کی جگہ ہنر چھپ گیا ہے۔ ص۲۲ پر شاہ خرشان کا ذکر آیا ہے۔ خرشان سے شاید خراسان مراد ہو۔ اسی صفحہ پر اصفی کی جگہ آصفی ہونا چاہیئے تھا۔ ص۲۳ پر روتی قلمی شاملو کا ذکر آیا ہے۔ یہاں تلمی کی جگہ قلی ہونا چاہیئے۔ ص۲۵ پر مراسلہ کو مراسلا اور ص۲۹ پر چندر بھان برہمن کی تصنیف چہار چمن کو چار چمن لکھا ہے۔ گجرات کی مشہور بندرگاہ کھمبات کو ہر جگہ کابے لکھا ہوا ہے یہ نام انگریزی میں تو درست ہے لیکن اردو میں مستعمل نہیں ہے۔

قندھار سے ہرات جاتے ہوئے ایک مقام فرہ آتا ہے جہاں مہدی جونپوری مدفون ہے۔ ص۳۵ پر فرہ کا املا فرح کیا گیا ہے۔ ص۳۶ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں "جن واقعات کو جان کمپ بل نے چشم دید بنایا ہے وہ بھی تاریخی اعتبار سے مضحک ہو گئے ہیں۔" مضحک کا یہ استعمال راقم الحروف نے پہلی بار دیکھا ہے۔ ص۳۸ پر معمولات کو معلات لکھا ہے۔ دھرمت کے مقام پر اورنگ زیب اور مراد نے داراشکوہ کی فرستادہ فوج کو شکست دی تھی۔ اس مقام کو ص۳۷ اور ۲۹ پر دھرمات لکھا ہے اسی طرح نزدیک کی بجائے نزدیک اور لاہور کی لاھو چھپ گیا ہے۔ خیر یہ تو کتابت کی غلطی ہے لیکن ص۳۹ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں "کام چلانے بھر کی واقفیت تھی۔" اس پہلے فقرہ کو تو کتابت کی غلطی نہیں کہا جا سکتا۔ شہزادہ سلیم ۱۵۶۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ ص۱۱ پر فاضل مترجم نے اس کی ولادت سے تیرہ سال قبل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۵۵۷ء میں، جب اکبر خود ابھی نا بالغ تھا، سلیم کی شادی جگت گسائیں کے ساتھ کروادی ہے۔

ص۴۲ پر یاقوت الحموی کی شہرہ آفاق تصنیف معجم البلدان کو جس سے تاریخ اسلام کے طلبہ کے علاوہ عام لوگ بھی واقف ہیں، فاضل مترجم نے مجموعہ البلدان لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر حکم گیلانی کو حکیم گیانی لکھا ہے۔ اتنا شکر ہے کہ اسے گیانی ذیل سنگھ کے ساتھ نہیں ملا دیا۔ ص۴۵ پر راجہ راؤ سنگھ کی نسبت بھرتیا لکھی ہے، جو محل نظر ہے۔ اسی صفحہ پر گجرات اور مدھیہ پردیش کی سرحد پر واقع مشہور شہر دھار کو لاہور کے نواح میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی صفحہ پر شہر میرازک کا ذکر آیا ہے۔ یہ بھی مہمل ہے۔ ص۴۶ پر قمرغہ کو قمرغہ لکھا ہے۔ ص۴۷ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں۔ "حسب دستور شہزادہ نے قیمتی تحفے نذر کئے جنہیں جہانگیر نے خوشی بہ خوشی قبول کئے۔" یہاں جنہیں کی جگہ جو ہونا چاہیئے تھا۔ ص۵۰ پر اورنگ زیب کی جائے ولادت دوحد کو دوصات لکھا ہے۔ ص۵۲ پر عبدالکریم ماموری کا ذکر آیا ہے۔ ماموری غالباً معمار کے لئے آیا ہے کیونکہ عبدالکریم پیشہ کے اعتبار سے معمار تھا۔ ص۵۷ پر سفر کی جگہ سقر چھپ گیا ہے۔ یہ املا کی غلطی ہے لیکن بات درست ہے۔ کیونکہ سفر عموماً سقر ہوتا ہے۔ ص۵۷ اور ص۵۸ پر دو نا تمام فقرے درج ہیں۔ ص۵۹ پر کانگڑہ کو کنگڑہ لکھا ہوا ہے۔ ص۶۰ پر مشاورتی کو مشورتی کونسل لکھا ہے۔ ص۶۳ پر سوا سال کی جگہ سولہ سال ہونا چاہیئے تھا۔ حصار فیروزہ کا علاقہ عموماً ولی عہد کے تصرف میں ہوتا تھا، ص۶۳ پر فیروزہ کی فیروز پور لکھا ہے۔

فاضل مترجم ص۶۴ پر لکھتے ہیں۔ "اس کی شفا یابی کی دعائیں بھی مانگی۔" یہاں مانگیں ہونا چاہیئے۔ ص۶۵ پر محمد صالح کنبوہ کو محمد صالح کمبوح لکھا ہوا ہے۔ کاش فاضل مترجم اس کی تصنیف عمل صالح کے سرورق پر ہی اس کا نام دیکھ لیتے۔ ص۶۶ پر کاتب نے زنبیل بیگ کو رنبل بیگ بنا دیا ہے۔ اسی صفحہ پر زین العابدین کے نام کے ساتھ بخشی المحدیث لکھا ہوا ہے۔ مغلوں کے ہاں ایسا کوئی عہدہ نہ تھا۔ البتہ احدیوں کا افسر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعلیٰ بخشی الآحاد کہلاتا تھا جسے فاضل مترجم نے بخشی الحدیث بنا دیا ہے۔ ص۷۶ پر بخارا شیخ زادے کی جگہ بخاری شیخ زادے ہونا چاہیئے۔ ص۷۶ اور ۸۷ پر افغان کی جگہ افغانی ہونا چاہیئے تھا۔

راقم الحروف تجویز کی جمع تجاویز سے تو واقف ہے لیکن تجاویزات سے مانوس نہیں ہے۔ فاضل مترجم نے ص۶۹ اور ص۹۷ پر تجاویزات لکھا ہے۔ پتہ نہیں یہ اردو زبان کے کس قاعدہ کی رُو سے جائز ہے۔ ص۷۱ پر ریاست جے پور کے مشہور شہر آمیر کو امیر اور ص۸۷ پر ڈھکیل کو ڈھکیل لکھا ہوا ہے۔ اسے ہم کتابت کی غلطی کہہ سکتے ہیں۔ بھمبر کشمیر کا ایک مشہور قصبہ ہے۔ اب تو وہاں ڈگری کالج بھی کھل گیا ہے۔ فاضل مترجم نے بھمبر کو ص۷۹ پر دو بار بھمبھار اور ص۸۱ پر بھمبھار لکھا ہے۔ اسی لئے میں یہ کہا کرتا ہوں کہ ترجمہ کرنے کے لئے محض زبان جاننا ضروری نہیں، اماکن اور رجال کا علم بھی لازمی ہے۔

ص۸۰ پر بالیسنغر کو دو بار بائسفرا اور ظهورث کو تیمورث لکھا ہوا ہے۔ ص۸۲ پر گولکنڈہ کو راجپوتانہ کا ایک شہر بتایا ہے۔ اسی صفحہ پر راجہ بھرت کو بھارت، ص۹۰ پر خان زماں کو خانِ زبان اور ص۹۲ پر شورش کو سوزش اور اسی صفحہ پر پائین گھاٹ کو پاپن گھاٹ لکھا ہوا ہے۔ یہ سب تو کتابت کی غلطیاں نہیں ہیں۔ کالنجر وسط ہند کا مشہور قلعہ ہے اسے ص۹۵ پر کالنجار لکھا ہے۔ فاضل مصنف اردو کے مشہور استاد ہیں۔ انھوں نے ص۹۵، ص۱۷۱ اور ص۱۷۵ "ناعاقبت اندیشی" لکھا ہے۔ میں نے اردو صرف آٹھویں جماعت تک پڑھی ہے لیکن اتنا جانتا ہوں کہ صحیح لفظ عاقبت نااندیشی ہے ہم عاقبت کی نفی نہیں کرتے بلکہ عاقبت میں اندیشہ کی نفی کرتے ہیں۔

ص۹۹ پر ایک شخص کو جگ راج اور ص۱۰۰ پر اسے ہی جے راج لکھا ہے، ص۱۰۱ پر ایک ہی شخص کا نام تین طرح لکھا ہوا ہے۔ جبجھار سنگھ، جج ہر سنگھ اور جج ہار سنگھ۔ اتنا کا فاضل استاد یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ اس کے نام کی صحیح املا کیا ہے۔" اگر وہ بادشاہنامہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھ لیتے تو اس مخمصے میں سے خود بھی نکل جاتے اور قارئین کو بھی بدمزگی سے بچا لیتے۔

ہماچل پردیش کی مشہور وادی چمبہ کو ص۱۰۰ پر چھپا لکھا ہوا ہے۔ ص۱۰۱ پر پٹھانکوٹ کو پٹھان لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر سلطان گکھڑ کو گکھوڑ لکھا۔ ص۱۱۴ پر مغلیہ خاتون کی جگہ مغل خاتون لکھنا زیادہ مناسب اور افصح ہے۔ ص۱۱۶ پر جنگلی جہاز کی جگہ جنگی جہاز ہونا چاہیئے تھا۔ بکسر مغربی بہار میں ایک مشہور جگہ ہے جہاں انگریزوں نے شاہ عالم ثانی، میر قاسم اور شجاع الدولہ کی مشترکہ افواج کو ۱۷۶۴ء میں شکست دے کر بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی حاصل کی تھی۔ ص۱۲۱ پر بکسر کو بکسر لکھا ہوا ہے۔ ص۱۲۳ پر ایک ہی مقام کو کھاتا کھیری اور کھاتا کھیری لکھا ہے مؤخر الذکر نام صحیح ہے۔) اترپردیش کے شمال میں کماؤں اور گڑھوال مشہور علاقے ہیں۔ ص۱۲۴ پر کماؤں کو کمانوں لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر نوشہرہ کو نوشیرہ اور ص۱۳۱ پر اعزاز کو اعزاز لکھا ہے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ فاضل مترجم نے ص۹۴ پر پائین گھاٹ کو پاین گھاٹ لکھا ہے ص۱۴۴ اور ص۱۴۷ پر انھوں نے اسے پایانی گھاٹ تحریر کیا ہے۔ افسوس ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں ناموں کی یکسانیت بھی برقرار نہیں رکھ سکے۔ ص۱۴۳ پر موصوف لکھتے ہیں:۔ "دولت آباد پہنچ کر شاہجہاں نے آخری بار اپنے دار و گیر کا منصوبہ مکمل ہو گیا۔" اس سے بہتر ترجمہ تو میٹرک پاس کلرک کر سکتا ہے۔ پھر پی۔ ایچ۔ ڈی سے ترجمہ کروانے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ کیا اب ہندوستان میں پی ایچ ڈی کا معیار اس سطح تک آگیا ہے؟ اسی صفحہ پر ایک ہی شہر کو کندھار اور کان وہار لکھا ہے۔ ص۱۴۹ پر اسے ہی کاندھار لکھا ہے فاضل مترجم نے یہ فیصلہ اپنے قارئین پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک کی املا اختیار کریں اسی طرح دکن کے مشہور شہر بیدر کو ص۱۴۶ اور ۱۴۹ پر بیدار اور ص۱۴۸ پر بیدار لکھا ہے ایک ڈاکٹر آف فلاسفی کو اپنے ملک کے جغرافیہ سے اتنی ناواقفیت بھی نہیں ہونی چاہیئے ص۱۵۴ پر رزق اللہ کو رزاق اللہ لکھا ہے ص۱۵۵ پر کسی خیریت خان کا ذکر آیا ہے اور ص۱۵۶ پر سیدی مرجان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو سدی مرجان اور اسی صفحہ پر نظام شاہی خاندان کو نظامی شاہی اور صفحہ ۱۰ پر مذبذب کو مدبذب لکھا ہوا ہے۔ یہ سب کاتب کی غلطیاں تو نہیں ہوسکتیں۔ اسی صفحہ پر گولکنڈہ اور گولکنڈا دونوں طرح لکھا ہوا ہے۔ اور بھی کئی جگہ یہی دیکھنے میں آیا ہے۔

جنوبی ہند میں گوداوری کے کنارے ناندیڑ سکھوں کا ایک مشہور مذہبی مقام ہے جسے وہ احتراماً حضور صاحب کہتے ہیں۔ فاضل مترجم نے اسے ناندار لکھا ہے اسی صفحہ پر ولی عبدارا لکھا ہوا ہے۔ میں اسے دیکھ کر کچھ دیر کے لئے تو چکرا گیا۔ لیکن جب سیاق وسباق دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہاں ولی عہد دارا ہونا چاہیئے تھا۔ صفحہ ۱۶ پر گمنامی کی جگہ گمنانی چھپ گیا ہے۔ صفحہ ۱۱ پر فاضل مترجم نظر محمد (دراصل ندر محمد) والی بلخ اور مغلوں کی لڑائی کے ضمن پر رقمطراز ہیں کہ اس کی فوج سمندری قزاقوں اور سرائے کے سپاہیوں کا اجتماع تھا۔ وسط ایشیا میں ڈاکو تو عام تھے لیکن "سمندری قزاقوں" کی موجودگی بڑی معنی خیز ہے۔ صفحہ ۱۱ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں "نظر محمد کی فوج خالی ہوگئی" یہ فقرہ بھی مہمل ہے۔ صفحہ ۱۳ پر ملبا ردں کی جگہ دریا نوں چھپ گیا ہے اور صفحہ ۱۴ پر سارا املاک کی بجائے ساری املاک ہونا چاہیئے تھا اسی صفحہ پر ایک ہی شہر کو خوجند اور خجند دونوں طرح لکھا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ فاضل مترجم اس کی ایک املاء اپنا لیتے

اس کتاب میں ماوراء النہر کو بیسیوں جگہ ماور النہر لکھا ہوا ہے۔ قلیچ خان کو صفحہ ۱۷۵ پر قلیچ خان لکھا ہوا ہے۔ صفحہ ۱۷ اور صفحہ ۲۰۶ پر اسے ہی قولیچ خان لکھا ہے۔ صفحہ ۱۷ پر گکھروں کی جگہ گکھڑوں ہونا چاہیئے تھا۔ صفحہ ۱۸۴ پر شکایتی کا املاء شکلیتی کیا ہے۔ صفحہ ۱۹۰ پر تختہ بیگ کا ذکر آیا ہے۔ یہاں تختہ بیگ ہونا چاہیئے صفحہ ۱۹۱ پر ایک ہی قلعہ کا نام توشانج اور خوشانج آیا ہے۔ یہاں بھی یکسانیت ہونی چاہیئے تھی۔ صفحہ ۱۹۳ پر ایک شخص کا نام سیاپوش قلاراتفی لکھا ہے۔ اس کا نام سیاوش قلر آقاسی تھا۔ صفحہ ۱۹۴ پر ایک زمیندار کا نام ایک ہی سطر میں ملک منددد اور ملک منددو آیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دلیسہ اول الذکر نام درست ہے، ہلمند افغانستان کا ایک مشہور دریا ہے، فاضل مترجم نے صفحہ ۱۹۵ پر اسے حال مند لکھا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۱۹۹ پر لبت کو لبست لکھا ہے۔ صفحہ ۲۰۱ پر قلات غلزئی کو قلات غلزا لکھا گیا ہے۔ صفحہ ۲۰۲ پر خطیل کی جگہ فصیل ہونا چاہئے۔ فاضل مترجم نے صفحہ ۲۰۳ پر دریائے نربدا کو ملتان کے نواح میں بہتے ہوئے دکھایا ہے اور اسی صفحہ پر یہ جملہ فقرہ بھی درج ہے، پہاڑی کے قریب کے پیچھے ایک تالاب ہے۔ پتہ نہیں فاضل مترجم یہاں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

صفحہ ۲۱۰ پر مشہور سیاح ٹورنیر کو بٹو درنیز اور صفحہ ۲۱۱ ٹودیز لکھا ہوا ہے شاہ جہاں کے محلات کی انچارج ستی النساء خانم کو صفحہ ۲۱۱ پر ستائی خانم اور صفحہ ۲۶۵ اور صفحہ ۲۶۶ پر ستائی النساء خانم لکھا ہوا ہے صفحہ ۲۱۵ پر ہریانہ کے مشہور تاریخی شہر تھانیسر کو جس سے بچہ بچہ واقف ہے۔ تھانیسور لکھا ہوا ہے۔ شاید ترقی اردو بورڈ اسے ہی اردو کی ترقی سمجھ رہا ہے شاہ جہانی عہد کے مشہور شیخ طریقت حضرت خواجہ خاوند محمود نقشبندی کو صفحہ ۲۱۸ پر خاوند محمود لکھا ہوا ہے صفحہ ۲۲۴ پر تاریخ کی ایک مشہور کتاب شمس فتح کانگڑہ کا نام شاہ فتح کانگڑہ درج ہے صفحہ ۲۳۱ پر فاضل مترجم نے ایک لفظ کا بڑا مضحکہ خیز ترجمہ کیا ہے۔ انھوں نے RED SANDSTONE کا ترجمہ "سنگ سرخ کی ریت" کیا ہے اس سے مترجم کے مبلغ علم کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مستوفی یا مستوفی الممالک کا عہدہ سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے ادوار میں بڑا اہم عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ ناصر الدین محمود کے عہد میں جب شمس الدین دبیر اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوا تو تاج الدین سنگریزہ نے اسے مبارکباد دیتے ہوئے کہا تھا۔ ع

صدرا کنوں بکام دل دوستاں شدی   مستوفی ممالک ہندوستان شدی!

ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب نے صفحہ ۲۳۸ پر مستوفی کو مصطوفی لکھا ہے صفحہ ۲۴۲ پر بلوچ میں کو بلوچ مین لکھ کر اسے بلوچی النسل بنا دیا ہے۔

گجرات اور کاٹھیاواڑ کے ساحل پر پرتگیزوں کے دو مقبوضات دمن اور دیو تھے انہیں صفحہ ۲۵۰ پر ڈمن اور ڈیو لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۲۶۳ پر گوالیار کی جگہ گوالیا: چھپ

ع بعض نسخوں میں صدرا کی جگہ شمسا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گیا ہے۔ ص۲۶۳ پر وسط ہند کے مشہور قلعہ رنتھنبور کو رانتبنور لکھا ہے۔ اسی صفحہ پر وضع حمل کی صورت بگاڑ کر اسے وضع محل بنا دیا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کی ایک بیوی کا نام درس بانو بیگم تھا جس کا مزار اورنگ آباد میں "مقبرۂ رابعۂ دورانی" کے نام سے مشہور ہے، فاضل مترجم نے درس بانو کو دل آرا بنا دیا ہے، حالانکہ ڈاکٹر سکسینہ نے درس بانو ہی لکھا ہے ص۲۶۷ پر فاضل مترجم لکھتے ہیں، "چاروں بھائیوں میں کون فتح وظفر کا منتخب ہوگا" یہ فقرہ بھی میری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ اردو کی ترقی کا زمانہ ہے۔ شاید میں ہی اس دوڑ میں پیچھے رہ گیا ہوں ص۲۹۲، ص۳۰۰، ص۳۰۴ اور ص۳۰۵ پر مآثر الامراء کو مواصر الامراء اور ص۳۰۱ پر حدیقۃ السلاطین کو حدائقۃ السلاطین لکھا ہے۔ اسی طرح ص۳۰۲ پر مرآۃ الاحمدی کی جگہ مرآتِ احمدی ہونا چاہیے۔ ص۳۰۲ پر تاریخ کی مشہور کتاب مخزن افغانی کو مخزن افاغنہ لکھا ہے۔ ص۳۰۲ پر برہان مآثر کو برہان معاصر لکھا ہے۔ ص۳۲۷ پر طبقاتِ شاہجہانی کو طبقاتِ شاہجہاں اور ص۳۳۳ پر مثنوی کو مصطفوی لکھا ہے۔ اسی طرح مشہور شاعر سعید لئے گیلانی کو سیدائے گیلانی بنا دیا ہے۔

ماہنامہ معارف اعظم گڑھ میں چند ماہ بیشتر ایک تبصرہ نگار نے پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ تاریخ ادبیات کی طرف سے چھپنے والی ایک کتاب "تاریخ ادبیات پاک و ہند" کی اغلاط کی نشاندہی کرنے کے بعد تحریر فرمایا تھا کہ اس کتاب کی طباعت پاکستان کے علمی حلقوں کے لئے باعثِ بدنامی ہے۔ راقم الحروف کی بھی یہی رائے ہے کہ تاریخ شاہجہاں کی طباعت ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب اور ان سے بھی بڑھ کر ترقی اردو بورڈ کے لئے باعث بدنامی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ترقی اردو بورڈ اردو کے تنزل کیلئے کوشاں ہے۔ انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کے سربراہ شری بی ایل گروور صاحب سے بھی میری استدعا ہے کہ وہ اس طرح کی ناقص اور گمراہ کن کتابوں کی طباعت کے لئے اردو بورڈ کی مالی اعانت نہ کریں۔ ہمارے طلبہ کی استعداد پہلے ہی بہت خراب ہو چکی ہے تاریخ شاہجہاں اور اس جیسی کتابیں پڑھ کر ان کی استعداد مزید خراب ہو جائے گی۔ تمام محققین کرام سے بھی درخواست ہے کہ وہ کسی اسکالر کے نام سے پہلے ڈاکٹر یا بعد میں پی ایچ ڈی لکھا دیکھ کر مرعوب نہ ہو جایا کریں۔

© rasailojaraid.com